اسلام، عالمگیر انسانیت کا داعی اور انسان و مسلمان کی جان کا محافظ

عبدالقدوس صہیب *

تعارف:

عالم اسلام کے ایک معروف سکالر کی یورپ کے ایک سفر میں ایک مسلم نوجوان سے ملاقات ہوئی، وہ ایک عرب ملک سے تعلق رکھتے تھے، انہوں نے بتایا کہ وہ روزگار کی تلاش میں تھے، اس سلسلے میں وہ ایک غیر مسلم ادارہ میں انٹرویو کیلئے گئے، گفتگو کے دوران انٹرویور نے ان سے پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہوں، نوجوان نے کہا کہ ہاں۔ یہ سن کر انٹرویور نے فوراً کہا کہ پھر تو تم دہشت گرد ہو''Then you are a terrorist''۔موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کے چند مخصوص گروہ کے کٹر پن اور لاعلمی پر مبنی خودساختہ دینی نظریات اور اپنی رائے کو آخری اور حتمی سمجھنے والوں کی سرگرمیوں کی وجہ سے مغربی دنیا میں عام طور پر یہ سمجھا جانے لگا ہے کہ اسلام دہشتگردی (Terrorism) کا مذہب ہے، اسلام اپنا مقصد جنگ اور تشدد کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتا ہے، مگر یہ بات مکمل طور پر خلاف واقعہ ہے۔(۱)

اسلام مسلمانوں کے کسی رویہ کا نام نہیں ہے، اسلام ایک اصولی مسلک کا نام ہے، وہ کسی قوم کے قومی طرز عمل کا نام نہیں، مسلمانوں کے عمل کو اسوہ رسول ﷺ اور اسلام کی قرآنی و نبوی تعلیمات سے جانچا جائے گا نہ کہ اسلام کو مسلمانوں کے عمل سے جانچا جانے لگے، اسلام صرف اور صرف پیغمبر اسلام کی تعلیمات اور آپ کے نمونہ حیات کا نام ہے اور پیغمبر اسلام امن کے پیغمبر تھے وہ جنگ کے پیغمبر نہیں تھے اسی لئے قرآن میں آپ کو رحمتہ العالمین کہا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے تم کو ساری دنیا کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ (۲)

1۔ مذہب اسلام کا عمومی مزاج سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں:

حضرت علی ابن طالبؓ پیغمبر اسلام ﷺ کے داماد تھے، ان کے یہاں پہلا بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام حرب رکھا، عرب ایک جنگجو قوم تھے چنانچہ وہ جنگی ناموں کو پسند کرتے تھے، لیکن پیغمبر اسلام کو معلوم ہوا تو آپ نے حرب کا نام پسند نہیں کیا آپ نے کہا کہ اس کی بجائے تم بچہ کا نام حسن رکھو۔(۳)

اس سے آپ کو پیغمبر اسلام ﷺ کا مزاج معلوم ہوتا ہے کہ آپ پورے معنوں میں ایک امن پسند انسان تھے آپ کی

---

*ڈائریکٹر، اسلامک ریسرچ سنٹر، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، پاکستان۔

امن پسندی اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ آپ حرب جیسا لفظ سننا بھی پسند نہیں کرتے تھے آپ تشدد پر نہیں بلکہ حسن اخلاق پر یقین رکھتے تھے۔

زین بن مہلہل نجد میں بعثت نبوی ﷺ سے پہلے پیدا ہوئے وہ شاعر تھے، اسی کے ساتھ انہوں نے شمشیر زنی اور گھوڑے کی سواری میں شہرت حاصل کی، چنانچہ وہ زید الخیل کہے جانے لگے، خیل عربی زبان میں گھوڑے نیز گھوڑے سوار کو کہتے ہیں۔ زید الخیل ہجرت کے بعد مدینہ آکر رسول اللہ ﷺ سے ملے اور اسلام قبول کیا، رسول اللہ ﷺ نے زید الخیل کا نام پسند نہیں کیا، آپ نے ان کا نام بدل کر زید الخیر رکھ دیا، 59ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ (۴)

جنگ بدر کے موقع پر کفار مکہ کے شکست کھانے کے بعد تقریباً ستر قیدی مسلمانوں نے پکڑ لئے، آپ ﷺ نے ان قیدیوں کے بارے میں صحابہ کرام سے مشورہ کیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مشورہ دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ تمام لوگ ہمارے رشتہ دار اور اقرباء ہیں، ان کے ساتھ احسان اور محبت کا رویہ رکھتے ہوئے، ان تمام کو فدیہ لے کر چھوڑ دیں، مال سے ہم حربی طور پر خود کو مضبوط کریں گے اور ان پر احسان کے رویہ سے یہ لوگ خوش ہو کر مسلمان ہو جائیں گے اور مستقبل میں ہمارے دست و بازو بنیں گے۔

اس سلسلہ میں حضرت عمرؓ بن خطاب نے رائے دی کہ!

یا رسول اللہ ﷺ یہ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور اس اسلام کے دشمن ہیں، ان کی عددی قوت کو ختم کرنے کیلئے ان تمام کو قتل کر دیا جائے اور قربت داری اور رشتہ داری کی بنیاد اسلام پر رکھنے کیلئے جو قیدی جس مسلمان کا رشتہ دار ہو وہ اسے قتل کرے تاکہ واضح ہو جائے کہ باقی رہ جانے والا اصل رشتہ اسلام اور دین ہے۔

جناب رسالت مآب ﷺ نے دونوں کی آراء اور دلائل سنے لیکن آپ نے اپنی رحم بھری اور عفو پسند طبیعت کی وجہ سے اول الذکر رائے کو ترجیح دی اور اس کے مطابق عمل کیا۔ (۵)

کچھ دنوں بعد حضرت عمرؓ مسجد نبوی گئے تو دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ دونوں رو رہے ہیں تو انہوں نے جب رونے کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا قیدیوں کے بارے میں رحم بھری رائے کے مطابق فیصلہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے سورہ انفال آیت نمبر 68-67 بطور عتاب نازل فرمائی ہے۔ (۶)

مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو اس وقت کعبہ میں 360 بت رکھے ہوئے تھے، اگر آپ انقلاب کا نعرہ لگاتے ہوئے کعبہ کی تطہیر سے اپنی مہم کا آغاز کرتے تو یہ آپ کے لئے مشکل انتخاب ہوتا، اس لئے آپ نے انتہاء پسندی کو ترک کر کے اعتدال کی راہ اختیار کی اور دلوں کی تطہیر سے اپنے کام کا آغاز فرمایا، چنانچہ قرآن میں پہلی آیت یہ اتاری گئی کہ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾ گویا کہ طهر الكعبة من الاصنام کے بجائے آپ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ طهر

القلوب من الاصنام۔لوگوں کے دلوں کو بتوں کی محبت سے پاک کریں۔

2۔اسلام اور مسلمانوں کا مقصد:

دہشت گردی، انتہا پسندی جنگ اور تشدد کا طریقہ اسلام کے لئے مفید نہیں ہے، جنگ باز آدمی یا قوم میں تشدد کے ذریعہ اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ یہ وہ طریقہ ہے جس کو آج کی یورپین اقوام نے اپنایا ہوا ہے۔اس قسم کا طریقہ اسلام کیلئے بالکل اجنبی ہے کیوں کہ اسلام کا مقصد دل ودماغ کو بدلنا ہے اور دل ودماغ کو بدلنے کا کام تشدد کے ذریعہ کیا جانا ممکن نہیں، دل ودماغ کا کام نصیحت (Persuasion) کے ذریعہ ہوتا ہے نہ کہ طاقت (force) کے ذریعہ۔
اسلام کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کی معرفت حاصل ہو، اور وہ بنی نوع انسان کے علاوہ بھی دنیا میں ہر مخلوق سے محبت کریں اور ان کی خدمت کریں۔لوگ آخرت کی جوابدہی کے احساس میں جینے والے بنیں۔لوگوں کے اندر عالمگیر انسانیت اور وہ اعلیٰ روحانی اوصاف پیدا ہوں جن کو تقویٰ، خشیت، انابت، تضرع، اخبات وغیرہ جیسے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے لوگ حق کو پہچاننے والے اور حق کا اعتراف کرنے والے بنیں، لوگوں کے اندر ربانی شخصیت یعنی خدائی صفات کی حامل شخصیت پرورش پائے جو جنت میں بسائے جانے کے قابل ہو۔

3۔اسلام میں عالمگیر انسانیت کا درس:

صحیح البخاری میں حدیث کا ایک باب یہ ہے "رحمة الناس والبهائم" یعنی انسانوں اور حیوانات کے ساتھ رحمت کا باب۔اس کی تشریح میں ابن الحجر العسقلانیؒ نے لکھا ہے "أی صدور الرحمته من الشخص لغیره"، یعنی کسی شخص کی طرف سے غیر کیلئے مہربانی کا عمل، اسلام آدمی کے اندر رحمت وشفقت کا جو جذبہ پیدا کرتا ہے وہ اتنا زیادہ آفاقی ہے کہ اس کا اثر حیوانات اور نباتات کی دنیا تک پہنچتا ہے، ایسا انسان ہر ایک کیلئے شفیق بن جاتا ہے، حتیٰ کہ جانوروں اور درختوں کیلئے بھی۔(۷)

جابر بن عبداللہؓ ایک صحابی ہیں وہ بتاتے ہیں کہ مدینہ کے راستے میں ایک جنازہ گزرا، رسول اللہ ﷺ اس کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے پھر ہم نے کہا کہ اے خدا کے رسول ﷺ یہ تو ایک یہودی کا جنازہ تھا آپ نے فرمایا کہ جب تم جنازہ دیکھوں تو کھڑے ہو جاؤ "اذا رأیتم الجنازه فقوموا"۔(۸)

ایک اور روایت میں ہے کہ سہیل بن حنیف اور قیس بن سعد قادسیہ میں بیٹھے ہوئے تھے ان کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا، اس کو دیکھ کر دونوں کھڑے ہو گئے۔ان سے کہا گیا کہ یہ تو ایک ذمی (غیر مسلم) کا جنازہ تھا۔دونوں نے جواب دیا کہ مدینہ میں رسول اکرم ﷺ کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے، آپ سے کہا گیا کہ یہ تو ایک یہودی کا جنازہ تھا، آپ

نے فرمایا کہ کیا وہ انسان نہ تھا۔جس کو اللہ نے پیدا کیا تھا"الیست نفساً خلقھا اللہ"۔(۹)

اس سے اسلام کا ایک نہایت اہم اصول معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ کہ انسان ہر حال میں قابل احترام ہے، حتیٰ کہ اگر وہ غیر مسلم ہو یا دشمن قوم سے تعلق رکھتا ہو، تب بھی دوسرے پہلوؤں کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کو بحیثیت انسان دیکھا جائے گا اور انسان ہونے کے اعتبار سے ہر حال میں اس کو عزت اور احترام دیا جائیگا۔اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کی جان کا تحفظ کیا جائیگا گویا کہ دنیا میں مسلمان تمام انسانوں کی جانوں کا تحفظ کرتے ہیں۔

4۔اسلام میں انسان کی عظمت:

کوئی مومن ہو یا مسلم غیر مسلم ہو یا ذمی بہر حال وہ انسان ضرور ہوگا، انسان اس کائنات کی اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ باعزت ہستی ہے کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے اس کی تخلیق کے وقت سے مکرم اور زمین کا وارث بنایا اور اس پر اپنے احسانات کی بارش کی ہے جس طرح قرآن مجید میں وارد ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا﴾ (۱۰)

"اور ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انہیں خشکی اور تری میں سواریاں عطاء کیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور بہت سے مخلوقات پر نمایاں فضیلت بخشی۔"

انسان کو یہ مقام، یہ عزت یہ کرامت اور یہ بزرگی کسی قومیت، نسل، دین، علاقائیت یا زبان کی وجہ سے نہیں دی گئی کیونکہ تمام انسان آپس میں بھائی بھائی اور کنگھی کے دندانوں کی مانند برابر اور ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں جس طرح سورۃ النساء میں ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾(۱۱)

"اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور دونوں سے بہت مرد اور عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔"

انسان کو یہ مقام درجہ ذیل چار وجوہات کی بناء پر عطاء کیا گیا ہے:

۱۔انسان اللہ تعالیٰ کی روح ہے:

﴿ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ﴾ (۱۲)

''جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح سے کچھ پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدے میں گر جانا۔''

۲۔انسان کو اللہ تعالیٰ نے بہترین صورت اور سیرت عطاء کی:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾ (۱۳)

''ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔''

۳۔اسے مسجود ملائکہ بنایا:

﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ﴾ (۱۴)

''چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔''

4۔کائنات کی تمام اشیاء کو اس کی خدمت پر مامور کر دیا یعنی اس کیلئے مسخر کر دیں اس لئے انسان کو مخدوم کائنات کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (۱۵)

''وہی ہے جس نے تمہارے لئے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے تا کہ تم اس میں سے تروتازہ گوشت لے کر کھاؤ اور اس سے زینت کی وہ چیزیں نکالو جو تم پہنا کرتے ہو۔''

﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ٥ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ﴾ (۱۶)

''اللہ وہی تو ہے جس نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ تمہاری رزق کیلئے طرح طرح کے پھل پیدا کئے جس نے کشتی کو تمہارے لئے مسخر کیا کہ سمندر میں اس کے حکم سے چلے اور دریاؤں کو تمہارے لئے مسخر کیا جس نے سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر کیا کہ لگاتار چلے جارہے ہیں اور رات اور دن کو تمہارے لئے مسخر کیا۔''

ان تمام آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر بسنے والی تمام مخلوقات سے انسان کو فوقیت عطاء کی ہے حتیٰ کہ کنیسہ قیامت، مسجد اقصیٰ، ارض مقدس، خانہ کعبہ اور حجر اسود پر جس کی طرف اشارہ کر کے حضرت عمرؓ نے یہ بات کہی تھی کہ نہ تو

کسی کو فائدہ دے سکتا ہے اور نہ نقصان اگر میں رسول اکرم ﷺ کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں کبھی تجھے نہ چومتا تجھ سے بھی انسان کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔(۱۷)

بنی نوع انسان کی یہ عزت اور کرامت مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن مجید سے ثابت ہے گویا کہ مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ بنی نوع انسان کی بلاتفریق ذات، برادری، دین وقوم عزت کریں۔مزید اسوہ حسنہ سے بھی یہ بات ثابت ہے۔

5۔اسلام میں بنی نوع انسان کا احترام:

جس طرح قرآن میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا ہے کہ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا اور ہم نے ان کو بہت سی مخلوقات پر فوقیت دی۔اس سے معلوم ہوا کہ انسان عین اپنی پیدائش کے اعتبار سے عزت وتکریم کا مستحق ہے۔یہ تکریم ہر انسان کو فطری طور پر حاصل ہے، خواہ وہ ایک گروہ سے تعلق رکھتا ہو یا دوسرے گروہ سے۔حدیث میں ہے کہ:

"لیس منا من لم یرحم صغیرنا و یوقر کبیرنا" (۱۸)

"وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کی عزت نہ کرے"۔

اسی طرح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم جارہ، من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ" (۱۹)

"جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔"

قرآن وحدیث میں کثرت سے ایسے احکام ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ جو شخص خدا کے دین پر ایمان لائے اس پر لازم ہے کہ وہ خدا کے بندوں کا احترام کرے اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی آدمی کی خدا پرستی کا اصل امتحان جہاں لیا جا رہا ہے وہ یہی لوگ ہیں، خدا سے تعلق کا اظہار اس دنیا میں دوسرے انسانوں سے تعلق کی شکل میں ہوتا ہے، خدا سے محبت کرنے والا، عین اپنے اندرونی جذبہ کے تحت خدا کے بندوں سے محبت کرنے لگتا ہے۔

انسان کا یا انسانیت کا احترام کرنا یہ اسلام کی ایک بنیادی تعلیم ہے کوئی آدمی اپنے مذہب کا ہو یا دوسرے مذہب کا اپنی قوم سے تعلق رکھتا ہو یا غیر قوم سے۔اپنے ملک کا آدمی ہو یا کسی اور ملک کا باشندہ ہو، حتیٰ کہ وہ دوست فرقہ سے تعلق رکھتا

ہو یا دشمن فرقہ سے ہر حال میں وہ قابل احترام ہے اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اختلاف کے باوجود انسان کا احترام کیا جائے، اس کا رویہ اگر مخالفانہ ہو تب بھی اس کے رویہ کو نظر انداز کر کے اس کے ساتھ عزت کا سلوک جاری رکھا جائے اسلام کی نظر میں ہر انسان اس قابل ہے کہ اس کا احترام کیا جائے۔

6۔ اسلام کا مطلوب انسان، آفاقی انسان:

مسلمانوں کی مذہبی دستوری کتاب قرآن مجید ایک عالمی کتاب ہے، اس کی تمام تعلیمات آفاقیت پر مبنی ہیں، قرآن میں جس خدا کا تصور دیا گیا ہے وہ رب العالمین ہے (الفاتحہ) قرآن کا پیغمبر نذیراً للعالمین ہے (الفرقان)۔ قرآن کے ذریعہ جو دین بھیجا گیا ہے وہ ایک کائناتی دین ہے۔ (آل عمران: ۸۳)

قرآن مجید کا پیغام پوری انسانیت کیلئے ہے نہ کہ کسی مخصوص گروہ کیلئے، قرآن عالمی قدروں کو زندہ کرنا چاہتا ہے، ایک حدیث میں ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا:

"قال: لن تومنوا حتیٰ ترحموا، قالو کلنا رحیم یا رسول الله، قال انه لیس برحمة احدکم صاحبه ولکنها رحمة الناس رحمة العامة" (۲۰)

''رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک تم رحم نہ کرو۔ لوگوں نے کہا کہ اے خدا کے رسول ہم میں سے ہر شخص رحم کرنے والا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم اپنے ساتھی پر مہربانی کرو، بلکہ اس سے مراد تمام لوگوں اور تمام انسانوں کے ساتھ رحم کرنا ہے۔''

اسی طرح ایک حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے اسلام کی آفاقی تعلیمات کو اس طرح بیان فرمایا:

"عن أبی هریرةؓ قال: رسول الله ﷺ "المسلم من سلم الناس من لسانه ویده، والمؤمن من أمنه الناس علی دمائهم وأموالهم" (۲۱)

''ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے تمام بنی نوع انسان محفوظ رہے اور مومن وہ ہے، جو تمام بنی نوع انسان کے جانوں اور مالوں کی حفاظت کرے''۔

حقیقت یہ ہے کہ جب ایک شخص خدائے رب العالمین یعنی مسلمانوں کے رب پر ایمان لاتا ہے تو اس کا ایمان ہی اس کے اندر آفاقی ذہن پیدا کر دیتا ہے، وہ فطرت سے جڑ جاتا ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے کائناتی ہے۔ وہ دریافت کر لیتا ہے کہ وہ وسیع تر انسانی برادری کا ایک جزو ہے کیونکہ ساری انسانی برادری ایک ہی مخلوق اور اس کی عیال ہے۔

یہ آفاقی ذہن اس کے اندر آفاقی محبت کی پرورش کرتا ہے سارے انسان اس کو اپنے دکھائی دینے لگتے ہیں، اس کے سینہ میں سارے انسانوں کی محبت کا چشمہ ابل پڑتا ہے وہ سب کو اپنا سمجھنے لگتا ہے اور اپنے آپ کو سب کا۔ اسلام کے مطابق پوری

انسانیت خدا کا ایک کنبہ ہے، بیہقی کی ایک روایت ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا کہ تمام انسان خدا کی عیال کی مانند ہیں اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ انسان وہ ہے جو اس خدائی عیال کے ساتھ بہترین سلوک کرے۔

"الخلق عیال اللہ و احب الناس عند اللہ احسنھم لعیالہ" (۲۲)

اس بات کو مولانا الطاف حسین حالی نے ایک شعر میں اس طرح کہا ہے:

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا　　　　کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

سنن النسائی میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کے آخری پہر میں اٹھتے تو تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر ذکر اور دعا میں مشغول ہو جاتے اس دوران آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے کہ اے اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ سارے بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

"اللھم انی اشھد ان العباد کلھم اخوۃ" (۲۳)

تہجد کی نماز کا حکم مکہ میں اترا تھا، اس طرح آپ کا یہ معمول مکی دور ہی میں شروع ہو گیا تھا، حدیث کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تہجد کے بعد آپ مختلف دعائیں پڑھتے تھے، تاہم مذکورہ دعا جس میں اخوت انسانی کی شہادت دی گئی ہے وہ خاص طور پر مکی دور سے تعلق رکھتی ہے۔

جیسا کہ معلوم ہے کہ مکہ کے مشرکین اس زمانہ میں آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو سخت ایذائیں دے رہے تھے، اس کے باوجود رات کی تنہائیوں میں آپ ان کو برادرانہ احساسات کے ساتھ یاد فرماتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام جو معیاری انسان دیکھنا چاہتا ہے وہ انسان ہے جس کا حال یہ ہو کہ لوگ اگر اس کے دشمن بن جائیں حتیٰ کہ وہ اس کو مٹانے کے درپے ہو جائیں تب بھی اس کے دل میں لوگوں کیلئے برادرانہ احساسات ہی امنڈ رہے ہوں حتیٰ کہ وہ اپنی تنہائیوں میں خدا کو گواہ بنا کر اس کا اعلان کر رہا ہو۔ اسلام آدمی کے اندر شفقت کا جذبہ ابھارتا ہے جو آدمی اسلام کو اختیار کرتا ہے وہ عین اسی کے ساتھ سارے انسانوں کیلئے شفیق اور مہربان بن جاتا ہے۔

اسلام کی بنیاد پر بننے والے انسان کا مزاج اپنے آپ کو تمام انسانوں اور کائنات کی ہر چیز کا خیر خواہ بنا دیتا ہے۔ وہ تمام انسانوں سے محبت کرنیوالا ہو جاتا ہے۔ تمام انسانوں کی خدمت کرنے کا جذبہ اس کے اندر امنڈ پڑتا ہے، وہ ہر اعتبار سے ایک آفاقی انسان بن جاتا ہے اور بنی نوع انسان سے محبت کرتا ہے اور انسانوں کی غلطیوں کی اصلاح محبت کے طریقہ سے کرتا ہے جیسے اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک جانور کو دیکھا جو بھوکا تھا اور بظاہر اس کے کھانے کا کوئی انتظام نہیں تھا، انہوں نے کہا یہ بھی انہی میں سے ہے جس کو قرآن میں محروم کہا گیا ہے۔ (۲۴)

جیسے قرآن مجید میں وارد ہے۔

﴿وَفِیۡۤ اَمۡوَالِہِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الۡمَحۡرُوۡمِ﴾ (۲۵)

''اوران کے مالوں میں محروم اور مانگنے والوں کا حق ہے۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے محروم کے نفقہ میں انسانوں کے ساتھ حیوانات کو بھی شامل کردیا تھا، اس لفظ کی تفسیر میں بعض مفسرین کرام نے مزید وسعت اختیار کی ہے اور مفسر الرازی نے مزید توسیع دی ہے اور لکھا ہے کہ اس میں درخت بھی شامل ہیں، اگر کوئی درخت پانی نہ ملنے کی وجہ سے سوکھ رہا ہو تو وہ بھی محروم ہے اور اس کو پانی پہنچانا اہل ایمان کی ذمہ داری ہے (۲۶)

ایمان جب کسی آدمی کے دل میں جگہ پاتا ہے تو اس کے اندر خدمت عام کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے وہ نہ صرف سائل کی ضروریات پوری کرنے کو اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے بلکہ اس کا احساس یہ ہوجاتا ہے کہ ہر محروم کا اس کے اوپر حق ہے، خواہ وہ انسان ہو یا جانور یا کوئی درخت۔

7۔اسلام میں جانوروں سے حسن سلوک کی ہدایات:

اسلام میں مسلمانوں کو یہ بات واضح طور پر بتادی گئی ہے کہ ان کو تمام بنی نوع انسان کے علاوہ بھی تمام مخلوقات خدا کے ساتھ مضبوط محبت کا رشتہ قائم کرکے خود کو آفاقی انسان بنانا ہوگا، اس نظریہ کو اسلامی تعلیمات میں مزید وسعت دی گئی ہے۔

جس طرح پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص کسی راستہ پر چل رہا تھا، اس کو سخت پیاس لگی، پھر اس کو راستہ میں ایک کنواں نظر آیا۔ اس نے اس کنویں سے پانی حاصل کیا، جب وہ باہر آیا تو اس نے ایک کتے کو دیکھا جو ہانپ رہا تھا، پیاس سے اس کا برا حال تھا، آدمی نے اپنے دل میں کہا کہ اس کتے کا بھی پیاس سے وہی حال ہورہا ہے جو میرا حال ہوتا تھا۔ وہ دوبارہ کنویں کے پاس گیا اور اپنے جوتے میں پانی نکال کر کتے کو پلایا۔ پھر اس نے اللہ کا شکر ادا کیا تو اللہ نے اس کو بخش دیا، لوگوں نے پوچھا کہ اے خدا کے رسول ﷺ کیا ہمارے لئے حیوانات میں بھی اجر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر نرم ونازک جان میں تمہارے لئے اجر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر احساس والی مخلوق کے ساتھ تمہیں شفقت کا معاملہ کرنا ہے اور ہر ایسے معاملے پر اللہ کی طرف سے تمہیں انعام دیا جائے گا۔ (۲۷)

اسی طرح درخت کو اسلام میں اتنی زیادہ اہمیت دی گئی کہ قرآن میں فرمایا کہ خدا کو ماننے والا انسان ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کہ ایک درخت۔ وہ درخت کی مانند نفع بخش بن کر دنیا میں زندگی گزارتا ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مسلم جب ایک پودا لگاتا ہے پھر وہ بڑا ہوتا ہے اور کوئی انسان یا کوئی جانور اس کا پھل کھاتا ہے تو یہ پودا لگانے والے کیلئے ایک صدقہ ہوتا ہے۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلامی فوج روانہ کرتے وقت حکم دیا کہ تم لوگ کوئی درخت نہ کاٹنا، دوسرے لفظوں میں یہ کہ

اسلام میں درخت کی اہمیت اتنی ہی زیادہ ہے کہ کوئی درخت اگر دشمن کا بھی ہو تب بھی اس کو نہ کاٹا جائے۔ کیونکہ درخت کا سایہ اور اس کا پھل بلاتمیز رنگ ونسل تمام جانداروں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔(۲۸)

تمام مخلوقات پر شفقت اور رحمت کا معاملہ اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کی نظر میں انسان بہت عظیم ہے "انسان" کی عظمت اور اس کے قتل کی حرمت واضح ہے، بعدازاں مقتول اگر مسلمان ہو تو اس کے قتل کا گناہ اور زیادہ ہے، اسے تو ناحق قتل کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں ہے، اسلام سلامتی کا مذہب ہے اور اس کے پیغمبر "رسول رحمت" ہیں جنہوں نے اپنی حیات طیبہ میں انسان تو انسان جانوروں پر بھی ظلم کو روا نہیں رکھا، جانورں کے سلسلہ میں رسول اکرم ﷺ کے ارشادات سے اس امر کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے۔

۱۔ **ان النبی مرعلیه حمار قدسم فی وجهه فقال: لعن الله الذی وسمه**(۲۹)

نبی کریم ﷺ کے سامنے سے ایک گدھا گزار جس کے چہرے کو داغا گیا تھا آپ نے فرمایا:

"اللہ اس پر لعنت کرے جس نے اس کے چہرے کو داغا"

۲۔ **نهی رسول الله عن التحریش بین البهائم**(۳۰)

"رسول اللہ نے جانوروں کو باہم لڑوانے سے بھی منع فرمایا ہے۔"

۳۔ زندہ جانور کا گوشت کاٹنے سے منع فرمایا اور اس گوشت کو مردار قرار دیا:

"ما قُطع من البهيمة وهی حية فهی ميتة" (۳۱)

"جو کچھ بھی زندہ جانور سے کاٹا جاتا ہے وہ مردار ہے۔"

۴۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص اپنی بکری کو کان سے پکڑ کر کھینچ رہا تھا، نبی پاک ﷺ کا گزر اس کے پاس سے ہوا تو آپ نے فرمایا:

"دع اذنها وخذ بسالفتها"(۳۲)

"اس کا کان چھوڑ دو اور گردن کی طرف سے پکڑو"

بعض واقعات ہمارے ملک میں ایسے بیان کئے گئے ہیں جن میں قاتل نے مقتول کو ہاتھ پیر باندھ کر گولی یا تیز دھار آلہ سے قتل کردیا، آنحضرت ﷺ نے اس طرح کا سلوک جانوروں کیلئے بھی روا نہیں رکھا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

"نهی رسول الله ان یتخذ شی فیه الروح غرضاً" (۳۳)

"نبی رحمت ﷺ نے کسی ذی روح کو "نشانہ" بنانے سے منع فرمایا ہے"۔

۶۔حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں:

"نهی رسول الله ان تصبر البهائم" (۳۴)

''رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو باندھ کر نشانہ بنانے سے منع فرمایا ہے''۔

7۔ ''کسی بھی جانور کو اغواء کرنا، پھر انہیں نشانہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"عذبت امرأة فی هرة اوثقتها فلم تطعمها ولم تسقها ولم تدعها تاکل من خشاش الارض"(۳۵)

''ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب ہوا کیونکہ اس نے بلی کو باندھا تھا، نہ اسے کھلاتی پلاتی تھی اور نہ ہی چھوڑتی تھی کہ وہ زمین پر پڑی چیز کھا سکے۔''

8۔اسلام میں غیر مسلم انسانوں کے ساتھ خصوصی رحمت کا سلوک:

اسلام کا رب کسی قوم یا گروہ کا رب نہیں وہ رب العالمین ہے، اسلام کا پیغمبر ''رحمۃ اللعالمین'' ہے یعنی ہر قسم کی مذہبی قید، گروہ بندی اور طبقاتی اونچ نیچ سے بالاتر ہو کر تمام عالمین کیلئے رحمت ہے، اس لئے اس کی تعلیمات صرف تمام انسانوں ہی کیلئے نہیں جانوروں اور نباتات و جمادات کیلئے بھی رحمت کا پیغام دیتی ہیں، لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام میں کسی مسلمان یا غیر مسلم پر تشدد، اس کا قتل اور دہشتگردی کسی طرح بھی جائز قرار نہیں دیئے گئے بلکہ قطعاً حرام ہیں۔

غیر مسلموں کیلئے ہمارے دین اسلام میں کتنی رواداری اور حسن سلوک کی تعلیم ہے، اس بات کا اندازہ کرنا ہو تو ہمارے رسول ﷺ کی سیرت طیبہ پر ایک نظر ڈالیں، ساری شکایتیں دور ہو جائینگی، آپ ﷺ نے غیر مسلموں کے ساتھ جو احسان و ہمدردی اور خوش اخلاقی کے معاملات کئے ان کی دنیا و جہان میں نظیر ملنا مشکل ہے۔

۱۔ مکہ مکرمہ میں قحط پڑا تو جن دشمنوں نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے جانثاروں کو آبائی وطن چھوڑنے اور ملک بدر ہونے پر مجبور کیا تھا ان کی خود امداد فرمائی۔(۳۶)

۲۔ پھر فتح مکہ کے روز جب تمام دشمن آپ ﷺ کا اشارہ، ابرو ملنے پر گاجر مولی کی طرح کاٹے جا سکتے تھے، اس موقع پر بھی آپ ﷺ نے اپنی رحمت اللعالمینی کا ثبوت دیتے ہوئے فرمایا:

﴿لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ (۳۷)

''آج ہم تم پر کوئی گرفت نہیں کرتے۔''

۳۔ غزوہ بدر کے علاوہ دوسرے غزوات میں غیر مسلم قیدی ہاتھ آئے تو ان کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ ہر شخص اپنی اولاد

کے ساتھ بھی نہیں کرسکتا۔

۴۔ کفار و مشرکین اور منافقین نے آپ ﷺ کو طرح طرح کی ذہنی وجسمانی تکلیفیں پہنچائیں، مگر کبھی آپ ﷺ کا دست مبارک انتقام لینے کیلئے نہ اٹھا۔

۵۔ بنو ثقیف جو ابھی مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے ان کا وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہیں مسجد نبوی ﷺ میں ٹھہرایا جو مسلمانوں کیلئے انتہائی عزت کا مقام تھا۔(۳۸)

غیر مسلموں کیلئے صرف نبی اسلام ﷺ نے ہی امن وسلامتی اور حسن سلوک کی یہ تابناک مثالیں قائم نہیں کیں بلکہ اسلام اور نبی اسلام ﷺ کے پیروکاروں نے بھی اس سلسلہ میں بینظیر عملی نمونے پیش کئے جن کی ضیا باریوں اور ضوافشانیوں میں عقائد و اعمال کی ظلمتوں کا راہی آج بھی جادہ حق کو تلاش کرسکتا ہے۔

۶۔ خلفائے راشدین کی تاریخ اٹھائیے، ان کے عہد زریں کا مطالعہ کیجئے، سیرت فاروقؓ پر طائرانہ نظر ڈال کر دیکھیں، آپ کو قدم قدم پر امن وسلامتی کی مثالیں ملیں گی اور آپ کو یہ اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگے گی کہ آج یو این او یا اقوام متحدہ جس امن وسلامتی کے منشور پر بڑی نازاں ہے یہ ہمارے اسلام کے حسین نامہ اعمال کا چربہ تو کیا اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ نے ضعیف ومعذور مسلمانوں کو بیت المال سے وظیفے دیئے تو اپنی مملکت میں رہنے والے غیر مسلم معذور محتاج ذمیوں کیلئے بھی مسلمانوں کی طرح ہی بیت المال سے باقاعدہ وظیفے مقرر کیے، برطانیہ نے ویلفیئر اسٹیٹ کے طور پر بے روزگار، نادار اور ضرورت مند افراد کو ریاست کی طرف سے وظائف دینے کا جو سسٹم کیا ہے اسے ترتیب دینے والے دانش ور نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اس نے اس سسٹم کا بنیادی خاکہ حضرت عمر فاروقؓ کے حکومتی نظام سے لیا ہے۔ یورپ کے ملک ناروے میں بچوں کو جو وظیفہ دیا جاتا ہے اسے آج بھی وہاں ''عمر الاؤنس'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔(۳۹)

9۔اسلام میں انسانی جان کی اہمیت:

اسلام جہاں پر عام انسانوں کو اتنی عزت اور کرامت بخشتا ہے تو وہیں اسلام میں انسانی جان کو بہت اہمیت حاصل ہے اور اس کی تعلیمات کا حاصل یہ ہے کہ یہ ایک انسانی جان کو بچانا گویا پورے عالم انسانیت کو بچانا ہے اور ایک انسانی جان کو لے لینا پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے مگر حق کے ساتھ، چند آیات ملاحظہ ہوں:

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ط وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ (۴۰)

''جس نے کسی جان کو قتل کیا بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد پھیلانے کیلئے تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل

کیا اور جس نے کسی جان کو زندہ کیا اس نے گویا پورے عالم انسانیت کو زندہ کیا۔"

﴿ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ (۴۱)

"جو کسی صاحب ایمان کو ارادتاً قتل کر دے اس کی سزا جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ اس پر غضب اور لعنت کرتا ہے اور اس نے ایسے قتل کیلئے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔"

﴿ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ (۴۲)

"اور دیکھو جس جان کو قتل کرنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔ اس کی تمہیں وصیت کی گئی ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔"

﴿ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا﴾ (۴۳)

"قتل نفس کا ارتکاب نہ کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور جو شخص مظلومانہ قتل کیا گیا ہو اس کے ولی کو ہم نے قصاص کا حق عطاء کیا ہے، پس چاہئے کہ وہ قتل میں حد سے نہ گزرے اس کی مدد کی جائے گی۔"

10۔ اسلام میں مسلمان کے جان کی عظیم اہمیت:

انسانوں میں سے ایک گروہ یعنی مسلمانوں کا گروہ خود کو بنی نوع انسان کیلئے صحیح اور سودمند زندگی گزارنے کے طریقہ کار کا حامل سمجھتا ہے، مزید اس کا یہ دعویٰ ہے کہ کائنات کے خالق کی پہچان اور اس کی رضا کے حصول کی تعلیمات صرف اسی کے پاس ہیں اور کسی بھی انسانی گروپ کے پاس اس قسم کا عظیم سرمایہ موجود نہیں ہے۔ وہ اس رائے کے بھی حامل ہیں کہ صرف انہی کا نظریہ، مذہب یا دین بنی نوع انسان سے بلا کسی تفریق کے محبت کا قائل اور ان کے جان، مال، عزت اور آبرو کا محافظ ہے۔ یہ گروہ یا امت ان خصوصیات کی وجہ سے خود کو باقی تمام انسانی گروہ سے معاشی یا معاشرتی لحاظ سے نہیں، بلکہ صرف فکری اور عملی لحاظ سے اس وجہ سے بالاتر سمجھتے ہیں کہ کسی اور نظریہ یا فکر و مذہب میں اس قسم کی تعلیمات نہیں ہیں۔ مزید یہ کہ یہ گروہ یا امت خود کو تمام بنی نوع انسان کی محافظ، ان کے درمیان مساوات انسانی برقرار رکھنے والی اور ان کے تمام حقوق کی محافظ سمجھی جاتی ہیں اس امت کے لوگ خود کو مسلم یا مومن کہتے ہیں۔ ان کی جان ایک محافظ امت ہونے کی وجہ سے اور زیادہ قیمتی ہو جاتی ہے کیونکہ محافظ کی موت ساری بستی کی موت کی راہ کھول دیتی ہے، فوج کی شکست سارے ملک کے عوام کے قتل عام کا باعث ہوتی ہے کسی گھر میں معاشی کفیل کی موت اس گھر کے اقتصادی بدحالی کا باعث بنتی ہے لہٰذا اس گروہ کے جان کی اہمیت باقی

تمام انسانوں کی جان سے زیادہ اہمیت کی حامل ہو جاتی ہے کیونکہ یہ گروہ سارے انسانوں کو بلاتمیز رنگ ونسل ومذہب احترام اور تحفظ پہنچانے کا دعویدار ہے، اس لئے اس مومن یا مسلم کی جان اور زیادہ قیمتی ہو جاتی ہے جس کی تفصیل تعلیمات نبوی ﷺ کے مطابق درج ذیل ہے:

"سباب المسلم فسق وقتاله كفر" (۴۴)

''مسلمانوں کو برا بھلا کہنا فسق کی بات ہے اور اس کو قتل کرنا تو کفر ہے''۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کہتے سنا:

"لاترجعو ابعدى كفاراً يضرب بعضكم رقاب بعض" (۴۵)

''میرے بعد کافروں کی سی حرکتیں نہ کرنے لگنا کہ آپس میں ایک دوسرے ہی کی گردنیں مارنے لگو''۔

"قتل المومن اعظم عندالله من زوال الدنيا" (۴۶)

''کسی مومن کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کے زوال سے بڑھ کر ہے''۔

"المومن اكرم على الله من بعض ملائكه" (۴۷)

''حقیقی مومن اللہ کے نزدیک بعض ملائکہ سے افضل ہے''۔

احادیث مبارکہ میں وارد ہے کہ جو کسی مومن کو عمداً قتل کریگا، روز قیامت اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی بخشش نہیں فرمائینگے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"كل ذنب عسى الله ان يغفره الامن مات مشركا او مومن يقتل مومنا متعمداً" (۴۸)

''اللہ عزوجل شاید ہر گناہ کو بخش دے سوائے اس کے جو حالت شرک میں مرا یا جس مومن نے کسی مومن کو عمداً قتل کیا''۔

"ليس شئى اكرم على الله من المومن" (۴۹)

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن سے زیادہ عزت والی ہستی اور کوئی نہیں''۔

"لوأن اهل السماء والأرض اشتركوافى دم مومن لأكبهم الله فى النار" (۵۰)

''اگر زمین اور آسمان کے تمام لوگ کسی ایک مومن کو قتل کریں تو اللہ تعالیٰ اس مومن کے قتل کی وجہ سے تمام کو آگ میں ڈال دے گا''

"لزوال الدنيا أهون على الله من قتل رجل مسلم" (۵۱)

''ایک مسلمان کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساری دنیا کو ختم کر دینا یا فنا کر دینے سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے''۔

حرف آخر:

ان تمام تعلیمات سے ایک مسلمان کی جان کی اہمیت روز روشن کی مانند واضح ہو جاتی ہے، بلاشبہ ایک عام انسان کی جان کی اسلام میں بہت اہمیت ہے، لیکن ایک مسلمان کی جان کی اہمیت تو بہت ہی زیادہ ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کا قتل ساری دنیا کے فنا کر دینے سے بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہ مسلمان ساری دنیا کے انسانوں میں محبت، اخوت، مودت، پریم اور زندگی کی شادابیوں کو رواج دینے والا اور ان اقدار کا محافظ ہے اور یہی مسلمان بنی نوع انسان سے خونریزی، بدامنی، دہشتگردی اور خوف وہراس کی فضاء کو ختم کر کے ان کو پرسکون زندگی کی نوید سناتا ہے۔

یہ ہے اسلام کی عالمگیر انسانیت اور انسان اور مسلمان کی جان کا مقام، اب ان تعلیمات کو مدنظر رکھ کر تمام مسلمان غور وفکر کریں کہ کیا ہم مسلمان ہونے کے ناطے اپنی عالمگیر ذمہ داری ادا کر رہے ہیں یا کہیں ہم اپنی متشدد رائے میں گم ہو کر ان تمام تعلیمات کو خیرباد کہہ کر اسلام کی بدنامی کا باعث تو نہیں بن رہے۔ (واللہ اعلم)

حواشی وحوالہ جات

۱۔ مولانا وحید الدین خان، دین انسانیت، لاہور دار التذکیر، ۲۰۰۸، ص ۳۱۴

۲۔ الانبیاء:۱۰۷

۳۔ امام حافظ ذھبی، سیر اعلام النبلاء، باب تذکرہ امام حسن

۴۔ ابن الاثیر، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، قاہرہ، ۱۹۷۰ء، ۱/۴۰۷

۵۔ امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الامداد بالملائکہ فی غزوۃ بدر نیز ملاحظہ فرمائیں شیخ محمد رضا مصری، محمد رسول اللہ، لاہور، تاج کمپنی، ص ۳۳۹، ۳۳۸

۶۔ مودودی، تفہیم القرآن، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۸۳ء، تفسیر سورۃ الانفال: ۶۸-۶۷

۷۔ العسقلانی ابن حجر، فتح الباری، شرح صحیح البخاری، مصر، المطبعۃ البہیۃ المصریۃ، ۱۳۴۴ھ، ۱/۴۵۲

۸۔ عزالدین بلیق، منہاج الصالحین، بیروت، دار الفتن، ۱۹۸۲، ص ۱۱۳

۹۔ العسقلانی، فتح الباری، ۳/۲۱۴

۱۰۔ بنی اسرائیل:۷۰

۱۱۔ النساء:۱

۱۲۔ الحجر:۲۹

۱۳۔ التین:۵

۱۴۔ الحجر:۳۰

۱۵۔ النحل:۱۴

۱۶۔ ابراھیم:۳۳-۳۲

۱۷۔ بلیق عزالدین، منہاج الصالحین، دار الفتن، ۱۹۸۲، ص ۱۱۳

۱۸۔ بلیق عزالدین، بحوالہ ابوداؤد وترمذی، کتاب البر والصلۃ، ص ۷۸۴

۱۹۔ فواد عبدالباقی، الولو و المرجان، کویت، وزارۃ الاوقاف ۱۹۷۷ء، کتاب البر والصلۃ والآداب، مزید دیکھیے بلیق منہاج الصالحین، ۳۷۸

۲۰۔ العسقلانی، فتح الباری، ۱۰/۴۵۳

۲۱۔ النسائی، سنن النسائی، کتاب الایمان، باب صفة المومن

۲۲۔ امام ابو یعلی، مسند ابی یعلی، ۲۷۴/۳، حدیث نمبر ۳۳۱۵، مزید دیکھئے منصور پوری سلمان، رحمۃ اللعالمین، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۳۷۹/۳

۲۳۔ امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب الآداب، باب کونوا عباداللہ اخوانا، کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۳۸۱ھ

۲۴۔ امام قرطبی، تفسیر قرطبی، ۳۹/۱۷، تفسیر سورہ المعارج آیۃ ۲۴: ۲۵، نیز ملاحظہ فرمائیں ندوی سلمان، سیرت النبی ﷺ، ۳۰۰/۶

۲۵۔ الزاریات: ۱۹

۲۶۔ امام رازی، تفسیر الکبیر، تہران، دار الکتب العلمیہ، تفسیر سورۃ الزاریات، آیۃ: ۱۹

۲۷۔ متفق علیہ، بحوالہ فواد عبد الباقی اللولو والمرجان، حدیث نمبر ۱۴۴۸، ص ۵۸۲

۲۸۔ العسقلانی، فتح الباری، ۴۵۲/۱۰

۲۹۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الجہاد، باب النہی عن الواسم حدیث نمبر ۲۵۶۴

۳۰۔ ایضاً، باب فی التحریش بین البھائم

۳۱۔ ایضاً، کتاب الصید باب ماقطع من البہیمہ وھی حیۃ

۳۲۔ ابن ماجہ، کتاب الصید، ابواب الذبائح، باب أذاذبحتم فاحسنو الذبح

۳۳۔ الترمذی، ابواب الصید، باب ماجاء فی کراهیة اکل المصبورة، نیز ملاحظہ فرمائیں ندوی سید سلمان، سیرت النبی ﷺ، ۲۹۵/۶

۳۴۔ مسلم، ابواب الصید، باب نہی عن صبر البھائم

۳۵۔ متفق علیہ، بحوالہ فواد عبد الباقی اللولو والمرجان، حدیث ۱۴۴۶

۳۶۔ منصور پوری سلمان، رحمۃ اللعالمین، لاہور، الفیصل ناشران وتاجران کتب، مئی ۱۹۹۱ء، ۲۷۳/۲

۳۷۔ شیخ محمد رضا مصری، محمد رسول اللہ، لاہور، تاج کمپنی، ص ۴۴۲، ۷

۳۸۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، لاہور، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ستمبر ۱۹۸۱ء، ۳۴/۲

۳۹۔ مولانا زاہد الراشدی، مغربی فلسفہ وتہذیب اور مسلم امہ کا رد عمل، لکھنؤ، ماہنامہ الفرقان، جون ۲۰۰۵، ص ۲۷، ۲۶

۴۰۔ متفق علیہ، بحوالہ فواد عبد الباقی، اللولو والمرجان، حدیث نمبر ۴۳

۴۱۔ المائدہ: ۳۲

۴۲۔ النساء: ۹۳

۴۳۔ الانعام:۱۵۱

۴۴۔ بنی اسرائیل:۳۲

۴۵۔ متفق علیہ،بحوالہ،فواد عبدالباقی،اللولو والمرجان،حدیث نمبر۴۴

۴۶۔ عبدالرحمٰن بن شعیب السنن،سنن نسائی،کتاب المحاربۃ،باب تعظیم الدم،کراچی،قدیمی کتب خانہ،آرام باغ مطبوعہ

۴۷۔ الھندی علی متقی،کنز العمال،ملتان،ادارہ تالیفات اشرفیہ،حدیث ۱۲ـ۷

۴۸۔ امام احمد بن حنبل،مسند،بیروت المکتب الاسلامی،۹۹/۴

۴۹۔ بلیق عزالدین،منہاج الصالحین،ص۹۲،بحوالہ طبرانی

۵۰۔ ایضاً بحوالہ ترمذی

۵۱ ایضاً بحوالہ ترمذی